بارگاہِ نبوت سے بدعتی کی تذلیل

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حافظ ابوالقاسم ابن عساکرؒ کتاب التبیین میں شیخ سعد بن علی الاسفرائنیؒ سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے زین القراء، جمال الحرم شیخ ابوالفتح عامر بن نجا بن عامر الساری سے مکہ میں سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں ۱۴رشوال ۵۴۵ھ کو بروز اتوار ظہر اور عصر کے مابین مسجد حرام میں داخل ہوا، اعضاء شکنی اور دورانِ سر کی وجہ سے مجھ میں بیٹھنے کی ہمت نہیں تھی، میں کسی ایسی جگہ کا متلاشی تھا جہاں ذرا سا لیٹ کر استراحت حاصل کروں، میں نے دیکھا کہ باب عروہ کے پاس رباط رامشتی کے بیت الجماعت کا دروازہ کھلا ہے، چنانچہ وہاں جاکر کعبہ شریف کے سامنے داہنی کروٹ پر لیٹ گیا اور ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لیا، بایں خیال کہ نیند کی وجہ سے اعادۂ وضو کی نوبت نہ آئے، اتنے میں ایک مشہور ومعروف بدعتی وہاں آیا، اس نے اسی دروازے کے سامنے مصلی بچھایا، جیب سے ایک چھوٹی سی تختی نکالی جو غالباً پتھر کی تھی، اسے چوم چاٹ کر اپنے آگے رکھا اور حسب معمول ہاتھوں کو چھوڑ کر لمبی نماز شروع کردی، جب سجدے میں جاتا تو اسی تختی پر سجدہ کرتا، نماز سے فارغ ہوا تو دیر تک اس تختی پر سجدہ ریز رہا، دونوں رخسارے اس پر مسلتا اور گڑگڑا کر دعا کرتا رہا، سجدے سے سر اٹھایا تو اس تختی کو پھر چوما، آنکھوں پر رکھا، اور دوبارہ چوم کر اسے جیب میں ڈال لیا۔ میں نے یہ منظر دیکھا تو بڑی کراہت اور وحشت ہوئی، خیال آیا کہ کاش! رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود ہوتے تو ان لوگوں کی بدعت اور ناشائستہ حرکت کی بنا پر انہیں بیک بینی و دوگوش یہاں سے نکال دیتے۔

میں اسی سوچ میں نیند کو دفع کرنے کی کوشش کررہا تھا تاکہ وضو نہ ٹوٹ جائے، اچانک مجھ پر اونگھ کا غلبہ ہوا اور بیداری اور نیند کی درمیانی حالت تھی کہ میں نے دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے، جس میں بہت سے لوگ کھڑے ہیں، ہر ایک کے ہاتھ میں ایک مجلد کتاب ہے اور سب لوگ ایک شخص کے گرد

حلقہ باندھے ہوئے ہیں، میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا قصہ ہے؟ اور اس حلقہ کے اندر کون صاحب ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کا دربار عالی لگا ہوا ہے اور یہ سب لوگ اپنے اپنے مذاہب واعتقادات کی کتابیں آنحضرت ﷺ کو سنا کر ان کی تصحیح کرا رہے ہیں، اتنے میں اہل حلقہ میں سے ایک شخص آیا، جس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی، مجھے بتایا گیا کہ یہ امام شافعیؒ ہیں، وہ حلقہ کے اندر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو سلام عرض کیا، مجھے بھی حلقہ کے اندر حاضر ہونے کا موقع مل گیا، دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جمال وکمال کے ساتھ رونق افروز ہیں، صاف ستھرا سفید وبراق لباس زیب تن ہے، عمامہ، کرتا، اور دیگر کپڑے جو اہل اللہ کا معمول ہیں۔ بہرحال آنحضرت ﷺ نے امام شافعیؒ کے سلام کا جواب دیا اور انہیں خوش آمدید کہا، امام شافعیؒ نے اپنی کتاب سے اپنا عقیدہ ومذہب پڑھ کر سنایا۔ ان کے بعد ایک اور صاحب آئے، بتایا گیا کہ یہ امام ابوحنیفہؒ ہیں، ان کے ہاتھ میں بھی کتاب تھی، حاضر ہوئے، سلام عرض کیا اور امام شافعیؒ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور اپنی کتاب سے اپنا عقیدہ ومذہب پڑھ کر سنایا، ان کے بعد ہر صاحب مذہب آیا، اسے پہلے کے پہلو میں جگہ ملتی۔ یہ سب حضرات فارغ ہوئے تو ایک بدمذہب بدعتی آیا، اس کے ہاتھ میں چند غیر مجلد کراسے (صفحے) تھے، جن میں ان لوگوں کے عقائد درج تھے، وہ حلقہ کے اندر جاکر اپنے عقائد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا، آنحضرت ﷺ کے رفقاء میں سے ایک شخص نکلا، اس نے بدمذہب کے ہاتھ سے وہ کراسے چھین کر حلقے سے باہر پھینک دیئے اور اسے بصد ذلت ورسوائی باہر دھکیل دیا۔

جب میں نے دیکھا کہ سب لوگ فارغ ہوچکے ہیں، اور اب کوئی شخص دربار عالی میں اپنی کتابِ عقائد پیش نہیں کررہا، تو میں ذرا آگے بڑھا، میرے ہاتھ میں ایک مجلد کتاب تھی، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس کتاب میں میرا اور اہل سنت کا عقیدہ درج ہے، آپ ﷺ ارشاد فرمائیں تو پیش کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کون سی کتاب ہے؟ عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ (امام) غزالیؒ کی تصنیف ''قواعد العقائد'' ہے۔ فرمایا: پڑھو! میں نے مؤدب بیٹھ کر پڑھنا شروع کیا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"

"كتاب قواعد العقائد وفيه أربعة فصول، الفصل الأول في ترجمة عقيدة أهل السنة في كلمتي الشهادة التي هي أحد مباني الإسلام، فنقول وبالله التوفيق : الحمد لله المبدي المعيد الفعال لما يريد".

ترجمہ:۔''کتاب''قواعد العقائد''اس میں چار فصلیں ہیں: پہلی فصل کلمۂ شہادت'' لا إلہ إلا اللہ محمدٌ رسولُ اللہ '' سے متعلق عقیدہ اہل سنت کے بیان میں، جو اسلام کی ایک بنیاد ہے، چنانچہ ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہیں: تمام تعریفیں اللہ

کے لئے ہیں، جس نے پہلی بار پیدا کیا اور جو دوبارہ پیدا کرے گا، جس کی یہ شان ہے کہ جو چاہے کر ڈالے''۔

خطبہ اور عقیدۂ غزالیؒ کو پڑھتے ہوئے جب میں امام غزالیؒ کی اس عبارت پر پہنچا:

''معنى الكلمة الثانية وهي الشهادة للرسول ﷺ وأنه بعث النبي الأمي القرشي محمداً ﷺ برسالته إلى كافة العرب والعجم والجن والإنس فنسخ بشريعته الشرائع إلا ما قرره منها وفضله على سائر الأنبياء وجعله سيد البشر، ومنع كمال الإيمان بشهادة التوحيد وهو قول" لا إله إلا الله " مالم تقترن بها شهادة الرسول وهو قولك" محمد رسول الله "وألزم الخلق تصد يقه في جميع ما أخبرعنه من أمور الدنيا والآخرة الخ''.

ترجمہ:۔''اور دوسرے جملہ یعنی''محمد رسول اللّٰہ'' کے معنی ہیں رسول اللہ ﷺ کی رسالت ونبوت کی شہادت دینا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قبیلہ قریش کے نبی امی حضرت محمد ﷺ کو تمام عرب وعجم اور جن وانس کی جانب رسول بنا کر بھیجا، ان کی شریعت سے تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا، بجز ان مسائل کے جو آپ ﷺ نے برقرار رکھے اور تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ ﷺ کو فضیلت دی اور آپ ﷺ کو سید البشر کے مرتبہ پر فائز کیا اور یہ قرار دیا کہ جب تک کوئی شخص ''لا الٰہ إلا اللّٰہ'' کے ساتھ ''محمد رسول اللّٰہ'' کی شہادت نہ دے، تب تک اس کا ''لا إله إلا اللّٰه'' کہنا بھی کالعدم ہے اور آنحضرت ﷺ نے دنیا وآخرت کے جن امور کی خبر دی، ان کی تصدیق کو تمام مخلوق پر لازم کیا الخ''۔

تو آنحضرت ﷺ کا چہرہ انور چمکنے لگا، میری جانب نظر التفات ہوئی اور ارشاد فرمایا: ''غزالی کہاں ہیں؟'' امام غزالیؒ گویا آنحضرت ﷺ کے سامنے کھڑے تھے، فوراً آگے بڑھے، اور عرض کیا، یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، یہ کہہ کر سلام کیا، آپ ﷺ نے سلام کا جواب مرحمت فرمایا اور ان کی طرف دست مبارک بڑھایا، امام غزالیؒ آپ ﷺ سے برکت حاصل کرنے کے لئے دست مبارک کو چومتے اور اپنے رخساروں پر ملتے رہے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے کسی پر ایسی مسرت وابتہاج کا اظہار نہیں فرمایا، جس قدر کہ میرے ''قواعد العقائد'' پڑھنے پر خوش ہوئے، بعد ازاں میری آنکھ کھل گئی اور ان احوال ومشاہدات اور کرامات کے اثر سے میرے آنسو بہہ رہے تھے۔ فللّٰه الحمد والمنة۔

(اتحاف، ج:۱،ص:۱۶،۱۷)